Al-SHARQ
Vol: 04, Isue:02, July-Dec 2023, pp:25-38

OPEN ACCESS
Al-SHARQ
ISSN (Online): 2710-2475
ISSN (Print): 2710-3692
www.alsharqjr.com

جرائم سے تحفظ اور بچوں کی تربیت اسلامی شریعت کے تناظر میں

Protection from crimes and education of children in the context of Islamic Sharia

Muhammad Zahid
Phd Scholar Department of Islamic & Religious Studies, Hazara University Mansehra.

*. **Muhammad Jahangir***
PhD scholar Government college university Faisalabad.

Mazhar Ali Shah
Phd Scholar Department of Islamic & Religious Studies, Hazara University Mansehra.

Submission: 20-09-2023 Accepted: 20-10-2023 Published:30-12-2023

Abstract

It is very important to keep children safe and away from crimes. Taking care of children and taking care of their rights is one of the important responsibilities of parents, guardians, and other members of the society and the state. When one in them lacks behind in responsibilities, as a result, the child involves in crimes and gets stuck in different dangerous swamp. In Islam, there is a command to deal with children with compassion and gentleness. The one who punishes a child without any reason will be punished severely and will be given penalty. As a precaution, it is not permissible to punish children without committing any mistake. However, there is a concept of punishing children in Islam for committing mistakes. It is very important to keep the child's psychology and age in mind while giving punishment. It is forbidden to punish the child for a small mistake. It is ordered to adopt a gradual method while

CC BY

giving punishment to the children. Children can only be punished by hand. It is not permissible to hit with a stick etc. The condition for hitting with the hand is also that it should not be more than three times. It is strictly prohibited to hit the body with such force that the body becomes scarred or injured or a bone is broken. It is not permissible to hit the sensitive parts of the body (face, stomach, pubic area, etc.). In case of coercion, the child can also be punished with imprisonment.

***Key Words**: Islam, Children, Parents, Guardians, Crimes, Rights, Education, Compassion, Gentleness, Mistake, Punishment, Warning.*

تعارف:

کوئی انسان ماں کے پیٹ سے مجرم بن کر اس دنیا میں نہیں آیا بلکہ دنیا میں آنے والا ہر بچہ معصوم پیدا ہوتا ہے اس کے ذمہ کسی گناہ کا بوجھ نہیں ہوتا، اس کی ابتدائی ذہنی نشو نما میں وہ تمام نفسیاتی، معاشرتی اور جذباتی عوامل شامل ہوتے ہیں جن کا تجربہ وہ پیدائش سے لے کر بلوغت کی عمر کو پہنچنے تک کرتا ہے، بچے پر سب سے زیادہ اثر ماحول کا ہوتا ہے وہ اپنے ارد گرد جس طرح کے واقعات اور حالات دیکھتا ہے اپنے آپ کو ٹھیک اسی مناسبت سے ڈھالتا جاتا ہے۔ جس بچے نے ایسے ماحول میں آنکھ کھولی ہو کہ اس کے گھر میں غربت ،افلاس اور فقر و فاقہ کا بسیرا ہو، اسکے بر عکس جس بچہ نے آنکھ کھولتے ہی اپنے آس پاس عالی شان آسائشیں اور آسانیاں دیکھی ہوں تو اس کی سوچ یقیناً پہلے بچے کی سوچ سے مختلف ہو گی۔ اور دونوں بچوں کی ترجیحات، خواہشات اور سوچ میں بھی زمین وآسمان کا فرق ہو گا۔ حالات اور ماحول بچے کی کامیابی اور ناکامی میں زیادہ کار فرما ہوتے ہیں۔

شریعت اسلامی کے مکلّف نہ ہونے کی وجہ سے بچوں کے جرائم اور اس کی نوعیت بالغ افراد کے جرائم اور اس کی نوعیت سے بہت مختلف ہے ، کئی ایسے امور ہے کہ جو جرائم تو ہیں مگر جب ان کا ارتکاب کسی بچے نے کیا ہو تو ان پر جرائم کا اطلاق نہیں ہوتا اور کئی دفعہ ان پر جرائم کا اطلاق تو ہوتا ہے مگر اس پر سزا مرتب نہیں ہوتی یا سزا میں تخفیف کی جاتی ہے ذیل میں اس کی تفصیل عرض کی جاتی ہے۔

جرم کا مفہوم:

جرم مفرد ہے اس کا جمع جرائم اور جروم کا صیغہ آتا ہے اور اس کا اطلاق ہر گناہ اور خطا پر ہوتا ہے اسی طرح جو کام قانون کے خلاف ہو اس پر بھی جرم کا اطلاق ہوتا ہے چنانچہ اہل لغت لکھتے ہیں:

جُرْم [مفرد]: ج أجرام وجُرُوم: ذنب، خطأ "ارتكب جُرْمًا- ما لي في هذا جُرْم"--- كُلُّ فعل يُخالف القانون.[1]

ترجمہ: جرم مفرد ہے اور اس کی جمع اجرام اور جروم آتی ہے، ذنب غلطی کو کہتے ہیں جیسے کہا جاتا ہے: وہ جرم کا مرتکب ہوا، اس میں میری کوئی غلطی نہیں، ہر وہ کام جو قانون کے خلاف ہو جرم کہلاتا ہے۔

جرم سے متعلق تفصیلات بیان کرتے ہوئے صاحب مختار الصحاح لکھتے ہیں:

(الْجُرْمُ) وَ (الْجَرِيمَةُ) الذَّنْبُ[2]

ترجمہ: جرم اور جریمہ گناہ کو کہا جاتا ہے۔

لغت کی مشہور کتاب المعجم الوسیط میں لکھا ہے:

(الجريمة) (بِوَجْه عَام) كل أَمر إيجابي أَو سَلبِي يُعَاقب عَلَيْهِ القانون سَوَاء أَكَانَت مُخَالفَة أم جنحة أم جِنَايَة [۳]

ترجمہ: جریمہ سے مراد ہر وہ کام ہے جس پر قانوناً سزا مقرر ہو خواہ وہ کرنے کا کام ہو یا نہ کرنے کا، اور خواہ وہ مخالفت ہو، جرم ہو یا جنایت۔

اسی طرح جرم کا اطلاق ان ممنوعات شرعیہ پر بھی ہوتا ہے جس کے ارتکاب سے اللہ تعالی نے حد یا سزا کے ذریعے بندوں کو روکا ہو۔ چنانچہ احکام سلطانیہ میں لکھا ہے:

اَلجرائمُ مَحظورات شرعية زجر الله تعالى عنها بحدّ أو تعزيز [٤]

ترجمہ: جرائم سے مراد وہ امور ہے جو شرعاً ممنوع ہو، جس پر اللہ کی طرف سے حد یا تعزیر وارد ہوئی ہو۔

جرائم سے تحفظ:

جرم خواہ جس نوعیت کا ہو اور جس عمر کے شخص سے صادر ہو بذات خود ایک برائی ہے اسی وجہ سے شریعت اسلامی اور عصری قوانین میں مجرم کے لیے تنبیہ اور سزا کا قانون موجود ہے۔ جرائم سے تحفظ تب ممکن ہو سکے گا جب ان اسباب کو تلاش کیا جائے جن کی وجہ سے بچے جرائم کے عادی اور مرتکب ہوتے ہیں اس کے بعد ہی جرائم کا سد باب ممکن ہو سکے گا۔

جرائم کے اسباب:

تعلیم اور تربیت کا نہ ہونا، والدین کی بے توجہی، ضروریات اور جائز خواہشات کا پورا نہ ہونا، بچے کا گھر سے بھاگ جانا، دفعہ 144 میں گھر سے نکلنا، غربت (تین ملین بچے چائلڈ لیبر ہے اور وجہ غربت ہے تو غربت کی وجہ سے وہ جرائم میں ملوث ہوتے ہیں) معاشرے کی بے حسی، حکومت کی عدم سرپرستی، میڈیا کا منفی کردار، جسمانی تشدد، مخلوط نظام تعلیم، دین سے دوری، بے جا آزادی، بے جا سختی، محبت و شفقت سے محرومی، یتیمی اور برے اور نشے کے عادی دوستوں کی صحبت۔

درج بالا اسباب کا اگر جائزہ لیا جائے تو اکثر بچے ان ہی وجوہات کی بناء پر جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں، اور ہر مجرم بچے کے پس منظر میں ان اسباب میں سے کوئی نہ کوئی سبب کارفرما ہوتا ہے، عصر حاضر میں جیلوں کے اندر جتنے بھی بچے قید ہیں ان کے قید کی وجہ ان اسباب میں سے کوئی نہ کوئی ہے۔[۵]

قرآن مجید میں جرائم سے روک تھام کی تاکید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ اسلوب اختیار فرمایا ہے کہ جہاں برائی، اور گناہ کے ارتکاب کا خطرہ ہو وہاں قریب جانے سے بھی منع فرمایا ہے چنانچہ باری تعالی کا ارشاد ہے:

وَلا تَقْرَبُوا الزِّنَى إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلاً [٦]

ترجمہ: اور زنا کے پاس بھی نہ پھٹکو۔ وہ یقینی طور پر بڑی بے حیائی اور بے راہ روی ہے۔

وَلا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلاَّ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ [٧]

ترجمہ: اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکو۔ مگر ایسے طریقے سے جو (اُس کے حق میں) بہترین ہو۔

وَلا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ [٨]

ترجمہ: اور بے حیائی کے کاموں کے پاس بھی نہ پھٹکو۔ چاہے وہ بے حیائی کھلی ہوئی ہو، یا چھپی ہوئی۔

درج بالا آیات مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں جرم اور گناہ کے مرتکب ہونے کا اندیشہ ہوں وہاں سے دور رہنا چاہیے تاکہ کسی طرح بھی گناہ اور جرم میں شامل نہ ہوں۔ بچے چونکہ ناسمجھ ہوتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے والدین کو حکم فرمایا ہے کہ اپنے اہل (بچے اہل میں داخل ہے) کو جہنم کے آگ سے بچاؤ! باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَاراً[9]

ترجمہ: اے ایمان والوں! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

بچے سے متعلق حدود اور قصاص کا حکم:

جہاں تک شرعی سزاؤں اور حدود کا تعلق ہے تو شرعاً بچے[10] پر حد جاری نہیں کی جاسکتی جب تک اس کے بالغ ہونے کا یقین نہ ہو جائے چنانچہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

قَالَ أَبُو يُوسُفَ: وَلا يُقَامُ الْحَدُّ عَلَى غُلامٍ لَمْ يَبْلُغِ الْحُلُمَ فَإِنْ شُكَّ فِيهِ فَلا يُقَامُ حَدٌّ حَتَّى يَبْلُغَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، وَقَدْ قَالُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، وَكَذَلِكَ الْجَارِيَةُ لَا يُقَامُ عَلَيْهَا شَيْءٌ مِنَ الْحُدُودِ حَتَّى تَحِيضَ أَوْ تَبْلُغَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً،[11]

ترجمہ: امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بلوغت سے قبل بچے پر حد جاری نہیں کی جائے گی، اگر اس کے بلوغت میں شک ہو تو جب تک پندرہ سال کی عمر کو نہ پہنچے حد جاری نہیں کی جائے گی۔ کچھ علماء اس سے زیادہ عمر کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح لڑکی کو جب تک ماہواری نہ آئے یا اس کی عمر پندرہ سال نہ ہوں اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی۔

تہمت لگانے والے پر جو سزا اور حد جاری کی جاتی ہے اسے فقہاء کرام کی اصطلاح میں حد قذف کہتے ہے، اگر بالغ شخص کسی پر تہمت لگائے اور ثابت نہ کر سکے تو اس پر حد قذف جاری کی جاتی ہے لیکن بچہ اگر کسی پر تہمت لگائے اور ثابت نہ کر سکے تو اس پر حد قذف جاری نہیں کی جائے گی، چنانچہ بدائع الصنائع میں لکھا ہے:

فَلَا يَجِبُ الْحَدُّ بِقَذْفِ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُونِ[12]

ترجمہ: بچے اور مجنون کے پر حد قذف جاری نہیں کی جائے گی۔

بدائع الصنائع میں حد جاری کرنے کے شرائط بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

وَأَمَّا شَرَائِطُ وُجُوبِهَا فَمِنْهَا الْعَقْلُ، وَمِنْهَا الْبُلُوغُ، فَلَا حَدَّ عَلَى الْمَجْنُونِ وَالصَّبِيِّ الَّذِي لَا يَعْقِلُ،[13]

ترجمہ: حد واجب ہونے کی شرائط میں سے عقل اور بلوغت بھی ہے، لہٰذا بچے اور مجنون پر حد جاری نہیں کی جائے گی۔

درج بالا عبارات سے یہ واضح ہوا ہے کہ بچے پر حدود اور قصاص کو جاری نہیں کیا جاسکتا جس کی وجہ یہ ہے کہ فقہاء کرام نے حدود اور قصاص کو جاری کرنے لیے چند شرائط کو لازمی قرار دیا ہے جس کا پایا جانا مجرم پر حد اور قصاص کی سزا کو جاری کرنے لیے لازمی ہے ان شرائط میں سے ایک شر بلوغت بھی ہے چنانچہ بچہ چونکہ بالغ نہیں ہوتا اس لیے اس کے لیے شریعت نے یہ تخفیف اور آسانی پیدا کر دی ہے کہ اس پر حدود اور قصاص کا اجراء نہیں ہوگا۔

بچے سے سرزد ہونے والے مالی نقصانات کا حکم:

جہاں تک بچے سے سرزد ہونے والے مالی نقصانات کا تعلق ہے تو فقہاء کرام کی عبارات میں اس بات کی تصریح ہے کہ

مالی نقصان پہنچانے پر بچے کا مؤاخذہ کیا جائے گا اور مالی نقصانات کی تلافی بچے کے مال سے کی جائے گی۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں لکھا ہے:

قَالَ: "وَإِنِ استَهلكَ مالاً ضَمِنَ" يُريد به من غير إيداع؛ لأن الصبي يؤاخذ بأفعاله،[١٤]

ترجمہ: فرماتے ہیں! اگر بچہ مال ضائع کرے تو ضامن ہوگا، اس سے مراد وہ مال ہے جو امانت کے طور پر نہ ہو، اس لیے کہ بچے کے افعال کا مواخذہ ہے۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں بچے سے صادر ہونے والے مالی جرائم اور نقصانات کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

رَجُلٌ أَمَرَ صَبِيًّا بِقَتْلِ دَابَّةِ إِنْسَانٍ، أَوْ بِخَرْقِ ثَوْبِهِ، أَوْ بِأَكْلِ طَعَامِهِ فَفَعَلَ فَضَمَانُهُ عَلَى الصَّبِيِّ فِي مَالِهِ، وَيَرْجِعُ بِذَلِكَ عَلَى الْآمِرِ[١٥]

ترجمہ: اگر کسی آدمی نے بچے کو دوسرے کے جانور قتل کرنے کا حکم دیا یا اس کے کپڑے پھاڑنے کا حکم دیا یا اس کے کھانے کھانے کا حکم دیا اور اس نے یہ کام کیا تو ضمان بچے پر ہوگا اس کے مال میں سے، اور بچہ حکم دینے والے پر رجوع کرے گا۔

ان عبارات سے واضح ہوا کہ مالی نقصان کرنے پر بچہ کا مؤاخذہ کیا جائے گا اور مالک کو پہنچنے والے مالی نقصان کی تلافی کی جائے گی لیکن یہ تب ہوگا جب بچے نے کسی ایسے چیز کو تلف اور ضائع کیا ہو جس کا تعلق کھانے پینے سے نہ ہوا گر بچہ کھانے پینے کی اشیاء کو تلف کرے تو اس پر بچہ کو ضامن نہیں بنایا جائے گا چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے:

قال: "وإذا أودع صبي عبدا فقتله فعلى عاقلته الدية، وإن أودع طعاما فأكله لم يضمن".[١٦]

ترجمہ: فرماتے ہیں! اگر بچے کے پاس غلام امانتاً رکھا گیا اور اس نے اسے قتل کر دیا تو بچے کے عاقلہ پر دیت ہوگی اور اگر کھانا امانتاً رکھا گیا اور اس نے کھا لیا تو ضامن نہ ہوگا۔

بچوں کی تربیت:

بچوں کی تربیت اور ان کے حقوق کا خیال رکھنا والدین، سرپرست، معاشرہ کے دیگر افراد اور ریاست کی اہم ذمہ داریوں میں سے ہیں بالترتیب ہر ایک کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچے کو بہتر مستقبل فراہم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں ہر ایک سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا، چنانچہ حدیث نبوی ہے:

كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ[١٧]

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے، اور ہر ایک سے اسکے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، پیشوا نگہبان ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال ہوگا، اور مرد اپنے گھر کا نگہبان ہے، اور اسے اپنے ماتحتوں کے میں سوال ہوگا۔

جب بھی ان میں سے کوئی ایک اپنی ذمہ داری نبھانے میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کے نتیجہ میں بچہ جرائم میں ملوث ہو کر طرح طرح کی مصیبتوں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے۔ بچوں کی صحیح تربیت تب ہی ممکن ہوسکے گی جب ہم ان کے ساتھ ہر معاملہ شریعتِ اسلامی کے اصولوں کے مطابق کریں گے اور ہر وقت ان کی نگرانی اور سرپرستی کریں گے، چنانچہ سرپرست کے لیے لازمی ہے کہ وہ بچے کو وقتاً فوقتاً تنبیہ کریں بچے کو بے خوف اور بے مہار نہ چھوڑے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

عَلِّقُوا السَّوْطَ حَيْثُ يَرَاهُ أَهْلُ الْبَيْتِ[١٨]

ترجمہ: کوڑا ایسی جگہ ٹکا کر رکھو جہاں گھر کے لوگ اسے دیکھ سکے۔

چھڑی لٹکانے کا مقصد اہل و عیال کی تنبیہ ہے جس میں بچے بھی داخل ہے کہ وہ بے خوف نہ رہے ہر وقت ان کو تنبیہ کا خطرہ ہو، اگر والدین اور سرپرست بچوں کی مناسب نگرانی اور تنبیہ کا مذکورہ طریقہ اختیار کرے تو جرائم کی شرح کم ہو سکتی ہے۔

بچوں کی تربیت میں تنبیہ کی خاطر مارنے کا بڑا عمل دخل ہے عصر حاضر میں مارنے اور سزا دینے سے متعلق معاشرے میں دو قسم کی رائیں پائی جاتی ہیں جو کہ افراط اور تفریط پر مبنی ہے، کچھ جدت پسند لوگوں کا نظریہ ہے کہ بچوں کو کچھ بھی نہیں کہنا چاہیے وہ جو بھی کریں ان کو آزاد چھوڑنا چاہیے جبکہ ان کے مقابلے میں دوسرے فریق کا کہنا ہے کہ بچوں کو مارنا اور ہر چھوٹی بڑی غلطی پر سزا دینا از حد ضروری ہے اس کے بغیر ان کی تعلیم اور تربیت ممکن نہیں، درحقیقت یہ دونوں رائیں افراد و تفریط کے پر مبنی ہیں شریعت اسلامی میں بنیادی طور پر بچوں کے ساتھ نرمی اور شفقت کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا[١٩]

ترجمہ: جو جو چھوٹے پہ رحم نہ کھائے اور بڑے کا حق نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں۔

دوسری طرف بچے کو غلطی پر مارنے اور سزا دینے کی اجازت اور اس کا فائدہ مند ہونا بھی منقول ہے چنانچہ لقمان حکیم کا مشہور قول ہے:

قَالَ لُقْمَان عَلَيْهِ السَّلَام: ضَرب الْوَالِد لِوَلَده كَالْمَاءِ للزَّرْعِ[٢٠]

ترجمہ: لقمان علیہ السلام کا فرمان ہے "بیٹے کے لئے باپ کی مار کھیتی کے لئے پانی کے مانند ہے۔

بچوں کی تربیت اور تنبیہ سے متعلق اصول:

بچے کو معاشرے کا بہترین فرد بنانے اور اس کی بہتر شخصیت سازی میں جن وسائل کا اہم کردار ہے ان میں سے ایک سزا کے ذریعے تربیت کرنا بھی ہے۔ شریعت اسلامی میں بچوں کو تنبیہاً سزا دینے کا تصور موجود ہیں تاہم سزا کے نام سے جو تصور ہمارے ذہنوں میں پیدا ہوتا ہے اسلام میں بچوں سے متعلق سزا کا دائرہ کار اس سے بہت مختلف ہے۔ سزا کے اجراء کے لیے کچھ شرائط ضوابط اور اصول مقرر ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

پہلا اصول:

جب تک بچہ کوئی جرم نہ کرے اس وقت تک اس کو تنبیہی سزا نہیں دی جاسکتی، یعنی حفظِ ماتقدم کے طور پر سزا جاری نہیں کی جاسکتی، جیسا کہ التشریع الجنائی میں لکھا ہے:

فَيَجبُ أن يَكُونَ التأدِيبُ لِذنب فَعَلَهُ الصغِيرُ لا لِذَنب يَخشى أن يَفعَلَه[٢١]

ترجمہ: تادیب اس گناہ پر ہونی چاہئے جو بچہ کرے، نہ کہ اس گناہ پر جسکو کرنے کا اندیشہ ہو۔

اگر بغیر کسی جرم اور گناہ کے بچے کو مارا جائے تو مارنے والے کو تعزیری سزا دی جائے گی، چنانچہ فتاویٰ شامیہ میں لکھا ہے:

وَصرحوا بأنه إذا ضربها بغير حق وجب عليه التعزير اھ أي وإن لم يكن فاحشاً[٢٢]

ترجمہ: اور فقہاء لکھا ہے کہ اگر بغیر کسی جرم کے بچوں کو مارا تو مارنے والے کو تعزیری سزا دی جائے گی، اگرچہ وہ مار زیادہ نہ ہو۔

دوسرا اصول:

کسی غلطی یا جرم کے ارتکاب پر بچے کو تنبیہ کرتے وقت اس کے مزاج طبیعت اور طاقت کا لحاظ رکھنا چاہیے سب کو ایک ہی لاٹی سے نہیں ہنکانا چاہیے، کیونکہ بچے سمجھداری ذکاوت اور نفسیات میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، بعض بچے صرف ترچھی نظر سے ہی ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ بعض کو ڈانٹنا پڑتا ہے اور بعض کا کام پٹائی کے بغیر نہیں ہوتا، مراقی الفلاح میں لکھا ہے:

و" لكن "تؤمر بها الأولاد" إذا وصلوا في السن "لسبع سنين وتضرب عليها لعشر بيد لا بخشبة" أي عصا كجريدة رفقا به وزجرا بحسب طاقته[۲۳]

ترجمہ: اور البتہ بچوں کو اسکا حکم دیا جائے گا جب وہ سات سال کو پہنچے، اور دس سال کی عمر میں انہیں ہاتھ کے ساتھ مارا جائے گا، نہ کہ لکڑی یعنی لاٹھی کے ساتھ، جیسے کھجور کی ٹہنی، اس کے ساتھ نرمی کر کے اور اسے ڈانٹ کے غرض سے طاقت کے مطابق۔

تیسرا اصول:

اگر مجبوراً کوئی سزا دینا ہی پڑ جائے تو اس میں تدریجی طریقہ اختیار کرنا چاہیے جیسا کہ طبیب جسمانی علاج میں تدریجی طریقہ اختیار کرتا ہے۔

تدریجی طریقے:

۱. سب سے پہلے رہنمائی اور درست طریقہ سکھا کر تربیت کرنا چاہیے چنانچہ عمر بن ابی سلمۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بچہ تھا اور آپ ﷺ کی پرورش میں تھا میرا ہاتھ کھانا کھاتے وقت برتن میں ادھر اُدھر گھوم رہا تھا اس پر آپ ﷺ نے مجھے تنبیہ فرمائی اور ارشاد فرمایا:

يَا غُلَامُ، سَمِّ اللَّهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ[۲۴]

ترجمہ: بچو! اللہ کے نام لو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔

۲. اگر بچے سے کوئی غلطی ہو جائے تو چشم پوشی کے بجائے اسے غلطی پر نرمی سے متنبہ کرنا، چنانچہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے مجلس میں مشروب تناول فرمایا، جبکہ آپ ﷺ کے دائیں جانب ایک نو عمر صحابی اور بائیں جانب ایک عمر رسیدہ صحابی موجود تھے آپ ﷺ نے نو عمر صحابی سے فرمایا:

يَا غُلَامُ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَهُ الأَشْيَاخَ[۲۵]

ترجمہ: اے نوجوان کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں بڑوں کو دوں!

اس اجازت طلب کرنے کا مقصد نو عمر کو بڑوں کے ادب اور احترام کی طرف متوجہ کرنا تھا۔

۳. اگر بچے سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اسے اشارۃً سے غلطی کی طرف متوجہ کرنا، چنانچہ ایک موقع پر حضرت فضل رضی للہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ سواری پر سوار تھے اچانک ان کی نظر ایک اجنبیہ پر پڑی تو آپ ﷺ نے ان کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا چنانچہ بخاری کی روایت ہے:

فَجَعَلَ الفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ، وَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَصْرِفُ وَجْهَ الفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الآخَرِ،[۲۶]

ترجمہ: حضرت فضل اس کو اور وہ فضل کو دیکھنے لگی، اوآپ علیہ السلام حضرت فضل کا چہرہ دوسری طرف کرنے لگے۔

۴. اگر بچے سے کوئی غلطی سر زد ہو جائے تو اسے ڈانٹ کر غلطی کی طرف متوجہ کرنا، چنانچہ ایک دفعہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کسی صاحب کو برا بھلا کہا جس پر آپ ﷺ نے ان کو ڈانٹا اور فرمایا:

إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ[۲۷]

ترجمہ: تجھ میں جاہلیت کی بوں ہے۔

۵. اگر بچے سے کوئی غلطی سر زد ہو جائے یا شرعی احکام کی پابندی کرنے میں کوتاہی کرے تو اسے ہلکی پھلکی مار پیٹ کے ذریعہ متنبہ کرنا، چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ، وَإِذَا بَلَغَ عَشْرَ سِنِينَ فَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا[۲۸]

ترجمہ: بچے کو نماز کا حکم کرو جب وہ سات سال کو پہنچے، اور جب دس سال کو پہنچے تو اسے مارو۔

مار پیٹ کے ذریعے سزا دینے کے بارے میں اسلامی اصول:

جب بچہ جرائم کے ارتکاب کا عادی بن جائے اور مجرد تنبیہ کے سارے وسائل بروئے کار لانے سے وہ درست سمت پہ نہ آئے تو آخری درجے میں ہلکی پھلکی مار پیٹ کے ذریعے بچے کی تربیت کی جاسکتی ہے، لیکن اس کے بارے میں بھی شریعت کے چند اصول ہے جن کا لحاظ کرنا بہت ضروری ہے وہ اصول درجہ ذیل ہیں:

پہلا اصول:

سخت غصے کے حالت میں بچے کو نہیں مارنا چاہیے، کیونکہ اس سے بچے کی تربیت نہیں ہوتی بلکہ اس میں شیطان کے اثرات ہوتے ہیں، اور بچہ ایسے مار کی وجہ سے مارنے والے سے بہت زیادہ متنفر ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ تربیت کی بجائے مزید بگھڑ کر خراب ہو جاتا ہے۔ بچے کو پہلی غلطی پر ہر گز سزا نہیں دینی چاہیے اس کو بات کرنے اور صفائی پیش کرنے کا موقع دینا چاہیے اگر وہ عذر پیش کر رہا ہو تو اس کا عذر قبول کرنا چاہیے اور اسے توبہ کا موقع ضرور دینا چاہیے۔

دوسرا اصول:

اگر بچے سے کوئی غلطی سر زد ہو جائے تو اسے تادیب کی نیت سے سزا دینی چاہیے اور بقدرِ ضرورت سزا دینی چاہیے چھوٹی سی غلطی پر سخت سزا دینے سے بچہ مربی سے متنفر ہو جاتا ہے اور وہ سمجھنے لگتا ہے کہ یہ سب میرے ساتھ نفرت اور دشمنی کی بنا پر ہو رہا ہے۔

وأن يكون بقصد التأديب، وأن لا يسرف فيه،[۲۹]

ترجمہ: اور یہ کہ تادیب کی نیت سے ہو، اور زیادہ نہ ہو۔

تیسرا اصول:

اگر بچے سے کوئی غلطی سر زد ہو جائے تو اسے والد اور سرپرست خود مارے دوسروں سے مار پیٹ نہیں کروانا چاہیے۔ دوسروں سے مار دلوانے کی وجہ سے آپس میں حسد بغض اور کینہ پیدا ہوتا ہے۔

چوتھا اصول:

مارنے کے لیے ایسی جگہ کا انتخاب کرے جس سے نقصان کا اندیشہ نہ، جسم کے کسی نازک جگہ پر، چہرے، سینے، اور پیٹ

اور پیٹھ پر ہرگز نہیں مارنا چاہیے، چہرے پر مارنے کی تو صراحتاً ممانعت آئی ہے چنانچہ حدیث مبارکہ میں ہے:

لَا تَضْرِبَ الْوَجْهَ[۳۰]

ترجمہ: چہرے پہ نا مارے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ، وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ[۳۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے اور چہرے کو گودنے سے منع کیا ہے۔

تشریع الجنائی میں لکھا ہے:

وأن لا يكون على الوجه والمواضع المخوفة كالبطن والمذاكير[۳۲]

ترجمہ: اور یہ کہ وہ چہرے اور پیٹ، اور شرم گاہ جیسی ناز جگہوں پہ نہ ہو۔

جہاد جیسا عظیم فریضہ جس میں مجاہد دشمن کی وار سے اپنے آپ کو بچاتا ہے اور دشمن کو فنا کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اس موقع پر بھی چہرہ پر مارنے سے منع کیا گیا ہے:

إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ[۳۳]

ترجمہ: جب تم میں کوئی اپنے بھائی کو مارنا چاہے تو چہرے پہ نہ مارے۔

پانچواں اصول:

سب سے پہلے بچے کو ہلکی مار سے متنبہ کرنا چاہیے اس سے اگر تنبیہ نہ ہو تو پھر اگلے مرحلے میں کچھ شدت اختیار کی جاسکتی ہے لیکن اس میں بھی بچے کی عمر اور حالت کو مدنظر رکھنا چاہیے چنانچہ التشریع الجنائی میں لکھا ہے:

وأن يكون الضرب غير مبرح متفقاً مع حالة الصغير وسنه[۳۴]

ترجمہ: اور یہ کہ مار زیادہ نہ ہو، بچے کی حالت اور عمر کی رعایت رکھتے ہوئے۔

سورۃ النساء میں نافرمان عورت سے متعلق اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ[۳۵]

ترجمہ: اور وہ بیویاں جن کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو، تو انہیں سمجھاو، بستر الگ کردو، اور انہیں مارو۔

درج بالا آیتِ مبارکہ میں شوہر کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ نافرمان بیوی کو مارے، عورتوں کو مارنے کی تشریح کرتے ہوئے ایک طویل حدیث کے تحت نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

فَاتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ، --- فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ،[۳۶]

ترجمہ: عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اگر وہ نافرمانی کرے تو انہیں ہلکا سا مارو۔

آیت کریمہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے علامہ قرطبیؒ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ عَطَاءٌ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا الضَّرْبُ غَيْرُ الْمُبَرِّحِ؟ قَالَ بِالسِّوَاكِ وَنَحْوِهِ[۳۷]

ترجمہ: حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ضرب غیر مبرح کیا ہے تو فرمانے لگے کہ مسواک جیسی چیز سے مارنا۔

بحالت مجبوری عورتوں کو مارنے سے متعلق جب اس قدر احتیاط اور نرمی کا حکم دیا گیا ہے بچوں سے متعلق تو اس سے بھی زیادہ احتیاط اور نرمی اختیار کی جائے گی۔

چھٹا اصول:

بچے کو ہاتھ سے مارنے کی اجازت ہے چھڑی وغیرہ سے مارنے کی ممانعت آئی ہے چنانچہ مراقی الفلاح میں لکھا ہے:

وتضرب عليها لعشر بيد لا بخشبة" أي عصا كجريدة رفقا به وزجرا[۳۸]

ترجمہ: نماز نہ پڑھنے پر دس سال کی عمر میں سزا دی جائے گی ہاتھ سے نہ کہ لکڑی سے، یعنی چھڑی نرمی کرتے ہوئے اور تنبیہ کرتے ہوئے۔

ساتواں اصول:

ہاتھ سے مارنے کی اجازت بھی اس شرط کے ساتھ مقید ہے کہ وہ تین دفعہ سے زیادہ نہ ہو یعنی اگر تھپڑ لگائے تو تین سے تجاوز نہ کرے چنانچہ مراقی الفلاح میں لکھا ہے:

ولا يزيد على ثلاث[۳۹]

ترجمہ: اور تین مرتبہ مارنے پر اضافہ نہ کرے۔

آٹھواں اصول:

ایسی مارپیٹ اور سزا کی قطعاً اجازت نہیں جس میں ہڈی ٹوٹ جائے یا چمڑے کو نقصان پہنچے ورنہ مارنے والے پر تعزیر اور ضمان لازم ہو گی، چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں:

ليس له أن يضر بها في التأديب ضربًا فاحشًا وهو الذي يكسر العظم أو يحرق الجلد أو يسوّده[۴۰]

ترجمہ: شوہر کے لیے جائز نہیں کہ وہ بیوی کو تادیباً سخت مارے، سخت مار وہ ہے جو ہڈی توڑے یا چمڑا جلائے یا چمڑے کو سیاہ کرے۔

اس کے ساتھ تنویر مع الدر کی عبارت ہے:

لو ضرب المعلم الصبي ضربا فاحشا فإنه يعزره ويضمنه[۴۱]

ترجمہ: اگر استاد بچے کو سخت مارے تو اسے تعزیراً سزا دی جائے گی اور اس پر تاوان آئے گا۔

قید کی سزا:

یہ بات تو واضح ہے کہ بچہ احکام شریعت کا مکلّف نہیں ہوتا اس لیے اس کے کوتاہی کے نتیجہ میں اسے بالغوں کی طرح سزا نہیں دی جا سکتی تاہم تنبیہ کے طور پر دوسری سزاؤں کی طرح قید کی سزا کو بھی اختیار کیا جا سکتا ہے، چنانچہ علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَلَا يُحْبَسُ الصَّبِيُّ إِلَّا بِطَرِيقِ التَّأْدِيبِ حَتَّى لَا يَتَجَاسَرَ إِلَى مِثْلِهِ إِذَا بَاشَرَ شَيْئًا مِنْ أَسْبَابِ التَّعَدِّي قَصْدًا، أَمَّا إِذَا كَانَ خَطَأً فَلَا[۴۲]

ترجمہ: بچہ جب قصداً کسی کا نقصان کرے تو تادیبی طور پر اس کو قید کیا جائے گا تاکہ وہ اس جیسے کاموں پر جرات نہ کرے، اور اگر خطاً اس سے کوئی نقصان صادر ہو جائے تو اس میں سزا نہیں ہے۔

عصر حاضر میں بچوں کے قید کو بچوں کے لیے سزا کے طور پر اختیار کیا جا سکتا ہے اور یہ آخری آپشن ہو گا کیونکہ نبی کریم ﷺ ، خلفائے راشدین اور تابعین کرام کے ادوار میں بچے کو قید کرنے کی کوئی مثال نہیں ملتی ،اسی وجہ سے فقہاء کرام کی عام رائے یہ ہے کہ حتی الامکان بچے کو قید نہ کیا جائے ،لیکن عصر حاضر میں دیکھا گیا ہے کہ قید کے ذریعے بھی بچوں کو تنبیہ ہو سکتی ہے،اسی طرح اگر بچے کے والدین یا سرپرست موجود ہوں تو بچے کو قید کرنے سے والدین اور سرپرست کو بھی تنبیہ ہو جاتی ہے کہ انہوں نے اپنے ذمہ داریوں میں کیوں کوتاہی کی،اور اگر والدین اور سرپرست نہ ہو تو پھر بھی زیادہ بہتر یہی ہے کہ بچے کو معاشرے کے رحم و کرم پر نہ چھوڑا جائے بلکہ قید میں ڈال کر اس کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرنا چاہیے۔

خلاصہ بحث:

۱. بچوں سے متعلق بنیادی طور پر حکم یہ ہے کہ ان کے ساتھ شفقت اور نرمی کا برتاؤ کیا جائے۔
۲. اسلام میں بچوں کو تنبیہاً مارنے اور سزا دینے کا تصور موجود ہے۔
۳. حفظِ ماتقدم کے طور پر بغیر کسی غلطی کے ارتکاب پر بچوں کو مارنا جائز نہیں۔
۴. بچے کو بغیر کسی وجہ کے مارنے پر مارنے والے کو تعزیراً سزا دی جائے گی اور اس پر ضمان آئے گا۔
۵. بچے کو سزا دیتے وقت اس کے نفسیات اور عمر کا لحاظ رکھنا چاہیے چھوٹی سی غلطی پر زیادہ سزا نہیں دینی چاہیے۔
۶. بچے کو سزا دیتے وقت تدریجی طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔
۷. بچوں کو سزا صرف ہاتھ کے ذریعے دی جاسکتی ہے چھڑی وغیرہ کے ذریعے مارنا اور سزا دینا جائز نہیں۔
۸. ہاتھ سے مارنے کے لیے بھی شرط یہ ہے کہ تین دفعہ سے زائد نہ ہو۔
۹. سزا والد، سرپرست (استاد) خود دیں کسی اور سے سزا نہ دلوائیں۔
۱۰. اتنا زور سے مارنا کہ جسم پر نشان یا زخم بن جائے یا ہڈی ٹوٹ جائے اس کی قطعاً اجازت نہیں۔
۱۱. جسم کے نازک اعضاء (چہرہ، پیٹ، شرم گاہ وغیرہ) پر مارنے جائز نہیں۔
۱۲. بچے کو تنبیہاً قید کی سزا بھی دی جاسکتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

۱ معجم اللغة العربية المعاصرة 366/1، د/احمد مختار عبد الحميد عمر (المتوفى: ۱۴۲۴ھ) بمساعدة فريق عمل، عالم الكتب، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۹ھ - ۲۰۰۸ م

۲ مختار الصحاح ص: 56/1

۳ المعجم الوسیط ص: 118/1، مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاہرۃ(إبراہیم مصطفیٰ/إحمد الزیات/حامد عبد القادر/محمد النجار)، دار الدعوۃ س ط ن

۴ الأحکام السلطانیۃ ص: 322/1الباب التاسع عشر: فی إحکام الجرائم،المؤلف: إبو الحسن علی بن محمد بن محمد بن حبیب البصری البغدادی، الشہیر بالماوردی (المتوفی: ۴۵۰ھ) الناشر: دار الحدیث - القاہرۃ

۵ جیلوں کے سروے کے دوران انٹرویوں میں اکثر بچوں نے اپنے مجرم بننے کی داستان سناتے ہوئے ان وجوہات کو مجرم بننے اور قید ہونے کا سبب قرار دیا۔

۶ سورۃ الاسراء: 32

۷ سورۃ الاسراء: 34

۸ سورۃ الانعام: 151

۹ التحریم: 6

۱۰ بچے کا اطلاق کس عمر کے فرد پر ہوگا اس کی تفصیل باب اول کے فصل اول میں موجود ہے۔

۱۱ الخراج، فَصْلٌ: فِی اہْلِ الدِّعَارَۃِ وَالتَّلَصُّصِ وَالْجِنَایَاتِ وَمَا یَجِبُ فِیہِ مِنَ الْحُدودِ 190/1 المؤلف: إبو یوسف یعقوب بن إبراہیم بن حبیب بن سعد بن حبتۃ الأنصاری (المتوفی: ۱۸۲ھ) الناشر: المکتبۃ الأزہریۃ للتراث تحقیق: طہ عبد الرءوف سعد، سعد حسن محمد

۱۲ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ص: 40/7 کِتَابُ الْحُدودِ، فَصْلٌ فِی الشَّرَائِطِ الَّتِی ترجع إِلَی الْمَقْذوف المؤلف: علاء الدین، إبو بکر بن مسعود بن إحمد الکاسانی الحنفی (المتوفی: ۵۸۷ھ) الناشر: دار الکتب العلمیۃ الطبعۃ: الثانیۃ، ۱۴۰۶ھ - ۱۹۸۶م

۱۳ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ص: 40/7

۱۴ الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی 497/4 کتاب الدیات، باب غصب العبد والمدبر والصبی والجنایۃ فی ذلک، علی بن إبی بکر بن عبد الجلیل الفرغانی المرغینانی، إبو الحسن برہان الدین (المتوفی: ۵۹۳ھ) تحقیق: طلال یوسف، دار احیاء التراث العربی - بیروت - لبنان

۱۵ الفتاوی الہندیۃ 30/6

۱۶ الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی 496/4

۱۷ الجامع الصحیح للبخاری، کِتَابُ الْجُمُعَۃِ، بَابُ الْجُمُعَۃِ فِی الْقُرَی وَالْمُدُنِ، 5/2، حدیث نمبر: 893 المؤلف: محمد بن إسماعیل إبو عبداللہ البخاری الجعفی المحقق: محمد زہیر بن ناصر الناصر الناشر: دار طوق النجاۃ (مصورۃ عن السلطانیۃ بإضافۃ ترقیم ترقیم محمد فؤاد عبد الباقی) الطبعۃ: الأولی، ۱۴۲۲ھ۔

۱۸ المعجم الکبیر المؤلف: سلیمان بن إحمد بن إیوب بن مطیر اللخمی الشامی، إبو القاسم الطبرانی (المتوفی: ۳۶۰ھ) تحقیق: حمدی بن عبد

المجید السّلفی، دار النشر: مکتبۃ ابن تیمیۃ – القاہرۃ، الطبعۃ: الثانیۃ

۱۹ سنن ابی داود، حدیث نمبر: 3 ۴۹۴۳، ص: 286/4 المؤلف: ابو داود سلیمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الأزدی السِّجِسْتانی (المتوفی: ۲۷۵ھ) تحقیق: محمد محیی الدین عبد الحمید الناشر: المکتبۃ العصریۃ، صیدا–بیروت س ط ن

۲۰ الدر المنثور، ص: 519/6 المؤلف: عبد الرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدین السیوطی (المتوفی: ۹۱۱ھ) الناشر: دار الفکر - بیروت، س ط ن

۲۱ التشریع الجنائی الاسلامی مقارناً بالقانون الوضعی المؤلف: عبد القادر عودۃ، ص: 518/1، الناشر: دار الکاتب العربی، بیروت س ط ن

۲۲ رد المحتار علی الدر المختار 79/4 المؤلف: ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی (المتوفی: ۱۲۵۲ھ) الناشر: دار الفکر-بیروت الطبعۃ: الثانیۃ، ۱۴۱۲ھ - ۱۹۹۲م

۲۳ مراقی الفلاح شرح متن نور الایضاح ص: ۱۷ المؤلف: حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی المصری الحنفی س (المتوفی: ۱۰۶۹ھ) اعتنی بہ وراجعہ: نعیم زرزور الناشر: المکتبۃ العصریۃ الطبعۃ: الأولی، ۱۴۲۵ ھ - ۲۰۰۵ م

۲۴ الجامع الصحیح للبخاری، حدیث نمبر: 5376 ص: 68/7

۲۵ الجامع الصحیح للبخاری، حدیث نمبر: 2351 ص: 109/3

۲۶ الجامع الصحیح للبخاری، حدیث نمبر: ۱۵۱۳ ص: 132/2

۲۷ الجامع الصحیح للبخاری، حدیث نمبر: 6050 ص: 16/8

۲۸ سنن ابی داود، حدیث نمبر: ۴۹۴، ص: 133/1

۲۹ التشریع الجنائی الاسلامی مقارناً بالقانون الوضعی 2/518

۳۰ مسند الامام احمد بن حنبل، حدیث نمبر: 20030 ص: 232/3 المؤلف: ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی (المتوفی: ۲۴۱ھ) تحقیق: شعیب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ الطبعۃ: الأولی، ۱۴۲۱ ھ - ۲۰۰۱ م

۳۱ الکتاب المصنف فی الأحادیث والآثار، حدیث نمبر: 19930 ص: 263/4 المؤلف: ابو بکر بن ابی شیبۃ، عبد اللہ بن محمد بن إبراہیم بن عثمان بن خواستی العبسی (المتوفی: ۲۳۵ھ) تحقیق: کمال یوسف الحوت الناشر: مکتبۃ الرشد–الریاض الطبعۃ: الأولی، ۱۴۰۹

۳۲ التشریع الجنائی الاسلامی مقارناً بالقانون الوضعی 2/518

۳۳ الجامع الصحیح للمسلم، ص: 2016/4، رقم الحدیث: 2612 المؤلف: مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری النیسابوری (المتوفی: ۲۶۱ھ) تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی الناشر: دار إحیاء التراث العربی - بیروت

۳۴ التشریع الجنائی الاِسلامی مقارناً بالقانون الوضعی 2/518

۳۵ سورۃالنساء : ۳۴

۳۶ الجامع الصحیح للمسلم، حدیث نمبر:۱۲۱۸، ص: 886/2

۳۷ الجامع لأحکام القرآن = تفسیر القرطبی ص: 173/5 سورۃالنساء آیت نمبر: ۳۴ المؤلف: اِبو عبد اللہ محمد بن اِحمد بن اِبی بکر بن فرح الأنصاری الخزرجی شمس الدین القرطبی (المتوفی: ۶۷۱ھ-) تحقیق: اِحمد البردونی واِبراہیم اِطفیش الناشر: دار الکتب المصریۃ – القاہرۃ الطبعۃ: الثانیۃ، ۱۳۸۴ھ - ۱۹۶۴ م

۳۸ مراقی الفلاح شرح متن نور الاِیضاح ص:۱۷

۳۹ مراقی الفلاح شرح متن نور الاِیضاح ص:۱۷

۴۰ ردالمحتار علی الدر المختار، ص: 79/4

۴۱ ردالمحتار علی الدر المختار، ص: 79/4

۴۲ البحر الرائق شرح کنز الد قائق، 315/6 کتاب القضاء فصل فی الحبس ،زین الدین بن إبراہیم بن محمد، المعروف بابن نجیم المصری (المتوفی: ۹۷۰ھ-) دار الکتاب الاِسلامی، س ط ن